UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232746
UNIVERSAL
LIBRARY

۱۰۶ المیہ

بسم اللہ وتوکلت علی اللہ

نسخہ متبرکہ من تصنیف لطیف وتالیف لطیف فاضل اجل عالم بی بدل سید امداد العلی

صاحب بہادر اکبرابادی ڈپٹی کلکٹر ومجسٹریٹ ضلع کانپور مسمی بہ

[illegible]

محض برای تقسیم برادران دینی بلا اخذ قیمت بتاریخ سی و یکم [illegible] مطابق [illegible]
صفر سنہ [illegible] ہجری

بکانپور [illegible] مطبع منشی نولکشور [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی زین الشهور بشهر رمضان الذی امر فیه بالصیام والقیام والصلوة
والسلام علی رسوله سید المرسلین وآله واصحابه الکرام بندهٔ راجی الی رحمت الله الغنی
سید امداد العلی حنفی اکبرابادی خدمت مین سب اہل اسلام کے گذارش کرتا ہے
کہ ان دنون مین ایک استفتاء التراویح خلیفہ صاحب کا کہ نام اپنا الجواب صحیح کے نیچے
احقر الخلایق عبد الله شاہ فی الحقیقتہ تراب اقدام علمای ربانین محمد فصیح لکھا ہے جسکو حضرت
نے آپ اور چند اپنے اقربا اور بعض طلبہ سے مزین بدستخط کروا کر بواسطہ مولوی
پیغمبر بخش صاحب صدر اعلی اکبرآباد کے چھپوایا ہے میرے پاس پہونچا مین

حیران ہوا کہ خلیفہ صاحب نے ایک سوال اپنی طرف سے قائم کرکی جواب تحریر کروائی اور خود
الجواب صحیح لکھا اور سخت کلامیان اور غلطیان ہزار اور کہین بلکہ مولوی سراج الدین
صاحب سے اوٹہے ہے کہ کفر کا حکم دیدیا جبکہ یہ حال مجہہ خیرخواہ خلائق خادم العلماء نے دیکھا ہے
تب ایک جواب مختصر ان حضرات کا اور ایک تحریر مفصل جسمین جواب معقول ہر امر کا
اور بہی جسمی تحقیق اس مسئلہ کی بخوبی ہر مسلمان کو ہو جائیگی لکھی ہی فقط منجملہ اُن
حضرات کے جنکا فتوی ہی ایک حضرت مولوی سراج الدین صاحب واعظ ہین حال
اونکا یہ ہی کہ وعظ مین اکثر فرماتے ہین کہ چند جبرئیل ہین چنانچہ سننے والے اس بات کے
اکثر اکبر اباد مین موجود ہین اور پہر انہین مولوی سراج الدین صاحب نے وعظ مین
فرمایا کہ جو شخص تقویت الایمان کو پڑہیگا اور جو شخص گہر مین رکہیگا تو تمام گہر اوسکا
دوزخی ہوگا چنانچہ مجکو مکان پر مولوی پیغمبر بخش صاحب کے اکبر اباد مین بلوایا
خود اور شرط کی جو شخص ساکت ہوگا وہ توبہ کریگا مین جاکر حاضر ہوا مولوی

سراج الدین صاحب بھی تشریف لائے وہان آئے چپ ہو کہ ہر بات کی مین
سمجھا تھا حضرت نے توبہ کرلی ہی اب آئندہ باز رہین گے مگر پھر ایک ذریعہ پاکر ایسا تعصب
کو کام مین لائے کہ اکابرون کو اور اہل قبلہ کو کافر بنایا یہ شعر مولوی روم صاحب کا انکی
زبان سے مین پڑھتا ہون شعر گفت یارب بارہا برگشتہ ام ٭ توبہ ہا و عہدہا
بشکستہ ام ٭ اور دوسرے حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب وغیرہ کا یہ دستور ہے
کہ بلا خود سمجھی فرمادیتے ہین اور لکھہ دیتے ہین فی تامل سختی سی جیساکہ اب بھی لکھا کہ اصل
مطلب کتاب فتح القدیر کا نہین سمجھا ایسی بات ہے جیساکہ در مختار کا
خود مطلب نہ سمجھے تھے اور جب علما رامپور اور دہلی اور مولوی محمد یوسف
صاحب کے اور علما فرنگی محل مقامی جونپور سے دریافت کیا مین نے تب وہ لوگ خوب
ہنسی چنانچہ مولانا قاضی مفتی حاجی مولوی محمد سعد اللہ صاحب نے لکھا تھا

احتمال بعد دن قولہ ولو کان بسیر نفسہا تعمیم و توقف سخنی است نہایت عجیب و غریب

کہ جیب را از جای خود بردہ بر عقب ان زار حیرت میرساند و سامعین را از فرط استعجاب

برقص و وجد می آرد — اور علمای بلی نے لکھا تھا تعمیم سنیت غیر ست یہ تعمیم وقوف

مثبت کیست کہ از تعمیم وقوف ثبت میگوید چنانچہ اصل فتوے دستخطی یہ جگہہ کے

عالموں کے بمقام آرا و امولوی صاحب ممدوح نے منگوا کر ملاحظہ فرمائے ہیں اور بڑے حضرت

خلیفہ صاحب کا یعنی مولوی محمد فصیح صاحب کا یہ حال ہے کہ فتوے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ

کو معاویہ کہو حضرت معاویہ مت کہو اب جای غور ہے کہ جو شخص سنت عمری کہے تراویح

بیس رکعت کو حسب قول محیط برہانی کے التراویح یقال انہا سنۃ عمر الخ یعنی تراویح

کہا جاتا ہے اوسکو سنت عمری تو وہ جاہل اور رافضی ٹہرے اور جو خلیفہ صاحب بتائے

خاطر ایک بڑے آدمی تعزیہ دار کے جو حضرت معاویہ پر طعن کرتا ہے فتوی لکھیں اور فرمائیں

کہ حضرت معاویہ مت کہو معاویہ کہو اب فرمائیں اہل سنت وجماعت کہ ایسا خلیفہ

حضرت معاویہ کو معاویہ کہلانیوالا اور کہنیوالا کون ہوا ان سب سخت کلامیوں کی

بابت جواب اس ایک شعر پر ختم کرتا ہون شعر عذر کیا بزبان کو ولین کے ہیپر
بدشعاری سے وہ کہ منہ مین خاک بہردی اسکے جنہے خاکساری سے ؎

تحریر راقم اول محمد زین العابدین المدعو محمد ظہو مجیب الجواب محمد فصیح صاحب کا ہی

خلاصہ یہ ہی کہ اصل اس نماز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی اور تعداد بست رکعت کی اور تقرر اوسکا بالاجماع ہوا ہی اوسمین جای کلام نہین اور زبدۃ الجواب کے ابتدا مین تحریر ہے کہ پڑہنا تراویح کا سنت موکدہ ہی اور تعداد اوسکی بقول صحیح بست رکعت ہین

تحریر مولوی سراج الدین واعظ مسجد اکبرآباد مدرس مسجد اکبرآباد

بست رکعت مین حصر کیا ہی سنت تراویح کو سب علما اہل سنت جماعت نی الغرض جو شخص کہ اس اجماع کو توڑ کے یہ روایت غیر معمول بہ کو مروج کرتا ہی وہ شخص مبتدع ہی اور جو انکار اجماع امت کریگا وہ شخص بالاتفاق امت کافر ہی

جواب مختصر

حضرت مولوی محمد فصیح و مولوی سراج الدین وغیرہ نے افسوس ہی کہ تعریف اجماع کو
کتب اصول فقہ میں نہیں دیکھ لیا آگاہ ہوجی حضرات کہ اجماع سے مراد اجماع مجتہدین
مراد اور تمہارا
ہی نہ [redacted] پس منجملہ مجتہدین اربعہ کے جناب امام مالک صاحب ۳۶ رکعت
سوائے وتر کے پڑھنے کے قائل ہوئے اور استدلال انکا یہ ہی جیسا کہ قاضی خان
نے بھی نقل کیا ہی قال مالک رح ان یصلی ستہ وثلاثین رکعتہ سوای الوتر لما روی
عن عمر وعلی رضی عنہما کانا یصلیان ستہ وثلاثین یعنی پڑہتی تھے حضرت علی و
حضرت عمر رضی اللہ عنہما ۳۶ رکعت سوائے وتر کے پس جبکہ اتفاق چاروں
مجتہدوں کا نہیں ہے تو اجماع چہ معنی دارد اور لکھنا لفظ بالاجماع کا ۲۰ رکعت محض
غلط ہی اور اگر مراد اجماع سے اجماع صحابہ کرام مراد ہے [redacted]
[redacted] تو بھی اجماع صحابہ کا نہیں ہوسکتا کس لیے
کہ جب امام مالک نے ثابت کیا ہی کہ حضرت علی و حضرت عمر ۳۶ رکعت پڑہتی تھے

سوای وتر کی اور یہی عمل تھا اہل مدینہ کا تب ۲۰ رکعت پر اجماع اصحاب کا
کہاں ثابت ہوتا ہی اور موطا مین امام مالک نی سائب بن یزید سی روایت کی
ہی کہ حضرت عمر رضہ نی حکم دیا ابی بن کعب کو واسطے پڑہانی تراویح گیارہ رکعت کی مع
وتر کی گیارہ رکعت ہوتی ہین اس روایت سی بہی اجماع بیس رکعت پر ثابت نہین ہوتا بلکہ
ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمر نی ۲۰ رکعت پڑہنی کا بہی سوای وتر حکم دیا ہی اور گیارہ رکعت
پڑہانے کا بہی مع وتر کے حکم دیا ہی اور خود حضرت عمر رض حضرت علی رض نے ۲۰ رکعت سوای
وتر کی پڑہی ہین اور اہل مدینہ بہی ۳۶ رکعت پر عمل کرتی تہی سوای وتر کے اب بوجہ ان
حضرات سے کہ فرمائی جو شخص سنت جماعت گیارہ رکعت کو مع وتر کے حکم حضرت عمر رض سمجہکر اور
امام مالک کے موطا کو معتبر جانکہ بخاری وغیرہ حدیث کی کتابین ہین پڑہے اور پڑہاوے اور ۲۰ رکعت
کو بہی حضرت عمر رض کا حکم سمجہکر پڑہے اور پڑہاوے اور پہر موافق قول حضرت امام مالک کے کہ حضرت
علی رض اور حضرت عمر رض ۳۶ رکعت پڑہتے تہی خود سوای وتر کے اور اہل مدینہ کا بہی عمل تہا اسے

پہ پڑہتی ہی اور پڑہاتی ہی اور گیارہ رکعت مع وتر کی سنت رسول اللہ کو بہی نہ نظر کری

تو فرماتی کہ ایسا فعل کرنیوالا جو فعل حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ اور رسول اللہؐ کا ہی اور جسکو

اماموں نے اور صلحا اور اولیا نے اور صحابیوں نے کیا ہی وہ شخص موجب قول خلیفہ مولوی

محمد فصیح اور محمد سراج الدین اور مولوی عبد الرحمن صاحب وغیرہ کی رافضی ہوگا یا مبتدع

گمراہ یا جاہل ہوگا یا کافر ہوگا یا کیا ہوگا تو کیہ ین حضرات اپنی اپنی تحریر سے کہ قول

اونکا کہ ان کا بدون مرہو نچتا ہی اور اہل قبلہ و پیرو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و

اصحاب کرام کو مبتدع و جاہل وغیرہ بناتا ہی اور اگر اجماع سی مراد اجماع علمای مقلدین ہی

تو اول تو علمای مقلدین کا اجماع معتبر نہین اور بالفرض فرض کیا جاوی تو بہی اجماع و

اتفاق علمای حنفیہ وغیرہ کا ۲۰ رکعت پر کہ سنت موکدہ ہی اور دیگر امور پر نہین ہی

اور نہ اجماع ثابت ہی مثلا در مختار سے حضرات نے لکہا کہ سنتہ موکدہ تو ینابیع مین

لکہا ہی شرح قدوری کی ہی اختلف المشایخ فی التراویح قال بعض ہی نقل و

وقال بعض ہی سنتہ یعنی مختلف ہوئی ہین مشایخ حنفیہ نماز تراویح مین کہ مستحب ہے
یا سنت ہے یا کیا بعض مشایخ نے کہا کہ نماز تراویح نفل ہی اور کہا بعض مشایخ نے کہ نماز تراویح
سنت ہے اور نفحات شدیدی مین مرقوم ہی عبارت عربی طول ہی جواب مفصل آیندہ جو
لکہا ہی وہ مین درج ہی وہان دیکہہ لیجاوے یہان ترجمہ لکہتا ہون بجنسہ مختلف ہوے ہین
علما عدد رکعت تراویح مین کہ قیام کرتے ہین لوگ ساتہہ اوسکی رمضان مین کہ
کیا مختار ہی رکعت تراویح مین اسلیئے کہ نہین نص ہی رکعت تراویح مین سو اختیار کیا ہے
بعض اونکی نے بیس رکعت سوا وتر کی اور مستحسن کہا ہی بعض اونکی نے ۳۶ رکعت
کو اور وتر کو ۳ رکعت کو اور یہی مرقدیم ہی کہ تہی اوسپر صدر اول اور وہ چیز کہ کہتا ہون
ساتہہ اوسکی اسباب مین یہ ہی کہ نہین تعین ثابت ہے اسمین پس اگر ہی ضروری قیتا اا
کسی کی پس اقتدا ساتہہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس باب مین لائق تر ہی
پس تحقیق ثابت ہوا ہے آپ سے کہ نہین زیادہ کیا ہی آپ نے گیارہ رکعت پر ساتہہ وتر کے

کچہہ رمضان مین نہ غیر رمضان مین مگر تحقیق تہی رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم درازی
کرتی تہی اون رکعت مین پس وہی پسند کرتا ہون مین اوسکو درمیان قیام رمضان کے اور
اقتدا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہی اللہ تعالی البتہ تحقیق ہی واسطی تمہارے بیچ
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا نیک اب جناب حضرت بڑے بر خلیفہ صاحب
یعنی مولوی محمد فصیح وحضرت مولوی سراج الدین صاحب جو مکفر ہین اور دیگر
صاحبان کی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ اس روایت کو ملاحظہ فرماوین خوب
غور سے کہ صاف لکہا ہی کہ تعین رکعت کا ثابت نہین ہوتا ہی تو اقتدا ساتہہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائق تر ہی کہ گیارہ رکعت سی آپ نے زیادہ نہین کیا ہی ساتہہ
وتر کی رمضان وغیر رمضان مین تو نفحات رشیدی والا لکہتا ہی کہ مین پسند کرتا
ہون اسکو درمیان قیام رمضان کی اور اقتدا رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ہی اقتدا نیک پس ۲۰ رکعت کو قبول نہین کیا اور گیارہ رکعت کو اقتدا ساتہہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اقتدا نیک سمجھکر قبول کیا تو اب فرمائیے کہ اوسکی حق مین حکم خلیفہ
صاحب کا اور مولوی سراج الدین وغیرہ کا کفر کا ہی یا رافضی ہونیکا ہی یا مبتدع ہونیکا
یا جاہل ہونیکا یا گمراہ ہونیکا یا کیا حکم ہی کسواسطی کہ اونہی ۲۰ رکعت کو نہین قبول کیا
تو چاہیی کہ نام اوسکا لیکر صاف صاف حکم یعنی روایت کو دیکھکر جیسا کہ اس
استفتا التراویح مین سنت کا امر کی ہی مگر ناقل کو معاف کری اگر ناقل کے حق
مین کچھہ لکھیگا تو جواب ترکی بہ ترکی ہوگا فقط

یہ جواب مفصل ہی حسبی صحیح حقیقت مسئلہ کی سب اہل اسلام پر کھلجاوے گی

سب اہل اسلام کی خدمت مین گذارش ہی کہ اندنون مین عمل لوگون کا بیس عدد
رکعت تراویح کی ہر رکعت پرہی اور یہی قول جمہور کا ہی لیکن شیخ کمال الدین
ابن ہمام نی فتح القدیر مین لکھا ہی کہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشر رکعۃ بالوتر
فی جماعۃ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ لعذر یعنی بیشک قیام رمضان

جسکو نماز تراویح کہتی ہین سنت اوسمین گیارہ رکعتین ساتھہ وتر کی جماعت سے
ہین کیا ہی اوسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی پہر چھوڑ دیا ہی اوسکو بسبب عذر کی اور
بہی فتح القدیر مین لکہا ہی وکونہا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتہم ولا یستلزم کون
ذلک سنتہ اذ سنتہ بمواظبتہ بنفسہ اور ہونا تراویح کا بیس رکعت سنت
خلفای راشدین کی ہی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ لازم پکڑو تم سنت
میری کو اور سنت خلفای راشدین کو بلاتا ہی طرف سنت خلفای راشدین کی اور نہین مستلزم
ہی یہ قول سنت موکدہ ہونی تراویح کو اسلیے کہ سنت موکدہ وہ ہی کہ جسکی مواظبت فرمائی ہو
خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی نہ وہ کہ جسکی مواظبت کی ہو صرف خلفای راشدین
نی اور بہی فتح القدیر مین لکہا ہی فیکون العشرون مستحبا ہو سن کی بیس رکعت
تراویح کی مستحب سنت اور اسکو اختیار کیا ہی صاحب بحر الرائق نی عبارت

بحر رائق کی یہ ہے وقوله عشرون ركعة بيان لكميتها وهو قول الجمهور لما في الموطأ عن

يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمن عمر بن الخطاب بثلث وعشرين ركعة وعليه عمل الناس

اليوم شرقاً وغرباً لكن ذكر المحقق في فتح القدير ما حاصله ان الدليل يقتضي ان يكون السنة

من العشرين ما فعله صلى الله عليه وسلم منها ثم تركه خشية ان يكتب علينا والباقي مستحبا و

قد ثبت ان ذلك كان احدى عشر ركعة بالوتر كما ثبت في الصحيحين من حديث عائشة

فاذا يكون المسنون على اصول مشايخنا ثمانية منها والمستحب اثنا عشر ركعة انتهى اور قول

ماتن کا عشرون رکعة بیان ہے کمیت اور مقدار رکعات نماز تراویح کا اور یہی قول ہے جمہور

اسلیے کہ موطا مین یزید بن رومان سے روایت ہے کہ کہا یزید بن رومان نے کہ تھے لوگ نماز

تراویح پڑھتے زمان عمر بن الخطاب مین ساتھہ تیئیس ۲۳ رکعت یعنی بیس رکعت نماز تراویح

کی اور تین رکعت نماز وتر کی اور اسی پر ہے عمل لوگوں کا اندنوں مین بیچ مشرق اور

مغرب کے لیکن ذکر فرمایا ہے محقق نے فتح القدیر مین کہ جسکا حاصل یہ ہے کہ دلیل چاہتی ہے

اسکو کہ ہوں سنت بیس رکعت مین بہی اوسقدر کہ کیا ہی اوسکو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اون بیس رکعات مین سی بہر چہوڑ دیا ہی اوسکو اس خوف سے کہ فرض ہو جائین ہمپر اور
باقی بیس رکعت مین سے کہ بارہ ہین مستحب ہین اور تحقیق ثابت ہوئے ہے کہ وہ مقدار کہ
کیا ہی اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعت ہین ساتھہ وتر کی جیسا کہ
ثابت ہوا ہے صحیحین مین حدیث حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے پس اوس وقت
ہونگی مسنون ہماری مشایخ حنفیہ کی اصول پر اٹہہ رکعت بیس رکعت تراویح مین یہ
تہی اور مستحب بیس رکعت مین سے بارہ رکعت ہین راقم کہتا ہی کہ مشایخ حنفیہ
مختلف ہین استحباب اور سنیت نفس تراویح مین ظاہر الروایۃ امام ابی حنیفہ
رحمہ اللہ تعالے سے استحباب ہے اور روایت حسن بن زیاد کی امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ
سے سنت ہے لیکن بعض فقہا نے لکھا ہی کہ اصح یہ ہی کہ نماز تراویح سنت ہی لیکن
سنت موکدہ ہونا اسکا بطور جمہور مشایخ حنفیہ کہ قائل سنت موکدہ نہونے کی ہین

تہجد کی ہی دلیل سی ثابت نہین ہوسکتا ہی اسلئی کہ نماز تراویح آنحضرت کی نماز تہجد سی تہی جو

شیخ عبد الحق دہلوی نی فتح سر المنان فی تائید مذہب النعمان مین لکہا ہی ثم الصحیح

انما کانت صلوته التی کانت یصلیها باللیل وہی احدی عشرۃ رکعۃ کما فی اول باب

صلوۃ اللیل من حدیث ابی سلمۃ انہ سال عائشہ رضی اللہ عنہا کیف کان صلوۃ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی

احدی عشرۃ رکعۃ ولم یثبت روایۃ عشرین رکعۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ہو المتعارف

الان الا فی روایۃ ابن ابی شیبہ من حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر قالوا اسنادہ ضعیف وقد عارضہ حدیث عائشہ

وہو صحیح وکانت عائشہ اعلم بحال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیرہا پہر صحیح یہ ہے

کہ تہی نماز تراویح آنحضرت کی نماز آپ کی کہ گذارتی تہی اوسکو راتین یعنی نماز تہجد

اور وہ گیارہ رکعت ہین جیسا کہ گذر چکا ہی اول باب صلوۃ اللیل مین حدیث ابی سلمہ سے کہ

کہ اونہون نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسطرح تھی نماز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی رمضان مین فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہ تھی رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم زیادہ کرتے رمضان مین اور نہ غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر اور نہین ثابت
ہوتی ہی روایت بیس رکعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ وہ متعارف ہے
اب مگر روایت ابن ابی شیبہ مین حدیث ابن عباس سے ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نماز پڑہتے تہے رمضان مین بیس رکعت اور وتر کہا ہی علمائے کہ اسناد اس حدیث کے
ضعیف ہے اور تحقیق معارض اسکی ہی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور وہ صحیح ہی اور
تہین حضرت عائشہ زائد جانتی واسطے حال نبی صلعم کا بہ نسبت اورونکی اور نہر الفایق مین ہے لکہا اہلم
ان التراویح سنۃ ذکر فی الجامع الصغیر بلفظ الاستحباب یعنی جان تو بیشک تراویح سنت ہے اور محمد نے جامع صغیر مین
کتب ظاہر الروایات مین ہی نماز تراویح کو ساتھ لفظ استحباب کے اور تاریخ مین ہے کہ
اختلف المشایخ فی التراویح قال بعضہم ہی نفل قال بعضہم ہی سنۃ یعنی مختلف ہوئے ہین

تاریخ حنفیہ نماز تراویح مین کہ مستحب ہے یا سنت کہا بعض مشائخ نی کہ نماز تراویح نفل

ہی اور کہا بعض مشائخ نی کہ نماز تراویح سنت ہی اور فتاوی عالمگیری مین ہے و نفس التراویح

سنۃ علی الاعیان عندنا کما روی الحسن عن ابی حنیفۃ وقیل مستحب والاول اصح والجماعۃ

فیہا سنۃ علی الکفایۃ کذا فی التبیین وہو الصحیح کذا فی محیط السرخسی اور نفس تراویح سنت

عین ہی ہر شخص پر نہ سنت کفایہ نزدیک حنفیہ کی جیسا کہ روایت کیا ہی اوسکو حسن نے ابی حنیفہ سے اور

کہا گیا ہی کہ مستحب ہے اور اول اصح ہی اور جماعت نماز تراویح مین سنت علی الکفایہ ہی ایسا ہی ہے

تبیین مین اور یہی صحیح ہی ایسا ہی ہے محیط سرخسی مین اور خزانۃ المفتیین مین مسطور ہی یستحب اداءہا بالجماعۃ

اور مستحب ہے ادا کرنا نماز تراویح کا ساتھ جماعت کی اور محیط برہانی مین مرقوم ہی کہ التراویح

یقال لہا سنۃ عمر لان عمر رضی اللہ عنہ واظب علیہا او سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واظب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تراویح کہا جاتا ہی اوسکو سنت عمر کی اسلیے

کہ حضرت عمر نی مواظبت فرمائی ہی اوسپر اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی و

کہ مواظبت فرمائی ہو رسول خدا صلعم نے اوسپر اور جواہر اخلاطی مین ہے کہ ہی سنۃ رسول اللہ صلعم وقیل
ہی سنۃ عمر والاول الاصح یعنی نماز تراویح سنت رسول خدا صلعم ہے اوسکا کیا کہ وہ سنت عمر ہے اور اول اصح ہوا
ہی جب کہ نفس تراویح کی صرف سنت ہونے مین اختلاف حنفیہ ہی کو اصح سنت ہونا
اوسکا ہی پس سنت مؤکدہ ہونا بیس رکعت تراویح کا کیونکر باتفاق حنفیہ ثابت ہو سکتا ہی
اور نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی واتفق العلماء علی استحبابہا
اور متفق ہوے ہین علما نماز تراویح کی مستحب ہونے پر پس تعجب ہی درمیان کلام اون علما کے
کہ جنہون نے اختلاف استحباب اور سنیت نماز تراویح مین نقل کیا ہی اور کلام نووی کے
کہ اتفاق علما استحباب پر ہے یون ہے کہ جس کام کو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی وہ سنت ہے
پس اگر اوس کام کو بر سبیل عادت کیا ہی تو وہ سنت زائدہ ہی اور اگر بر سبیل عبادت کیا ہے
اور اوس پر مواظبت نفلاً فرمائی ہی تو وہ سنت مؤکدہ ہی والا سنت غیر مؤکدہ اور اطلاق
مستحب کا کبھی سنت غیر مؤکدہ پر آتا ہی اور کبھی افعال صحابہ وغیرہم پر پس کلام ناقلین اختلاف

استحباب اور سنیت تراویح مین مراد استحباب سی فعل خلفای ثلثہ ہی اور مراد سنت سے
سنت غیر موکدہ اور کلام نوذی مین مراد استحباب سی سنت غیر موکدہ لیکن جو کہ قول ان
لوگون کا کہ تراویح کو فعل صرف صحابہ کا نہ آنحضرت کا ٹھہراتی ہین اور اس معنی کر اوسکو مستحب
کہتے ہین صحیح نہ تہا لہذا نوذی نے اونکے قول کا اعتداد نکر کے اتفاق علما استحباب یعنی
سنت غیر موکدہ ہونی تراویح پر بیان کیا ہی ہرگاہ ثبوت سنت موکدہ ہونی آٹھ رکعت
نماز تراویح کا بہی ہوسوا اسلئی کہ آٹھ رکعت تراویح آنحضرت کی نماز تہجد تہین اور نماز تہجد
کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزدیک جمہور حنفیہ کی فرض ہی تو مداومت آٹھ رکعت
پر نفلا آنحضرت صلعم سی کہ مدار سنت موکدہ ہونیکا ہی تحقق نہین ہی تو بیس رکعت کا
سنت موکدہ ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہی اگر بیس رکعت سنت موکدہ ہوتین تو حضرت
عمر ابی بن کعب وغیرہ کو ساتھ ٹرہانی گیارہ رکعت کی حکم نفرماتی امام مالک نی بہی موطا
مین سائب بن یزید سی روایت کیا ہی کہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیم الداری

ان تیقوما للناس باحدی عشر رکعته یعنی کہا سائب بن یزید نی کہ حکم دیا عمر بن الخطاب
نی ابی بن کعب اور تمیم الداری کو کہ تراویح پرہا دین لوگونکو گیارہ رکعت اور سعید بن
منصور نی اپنی مسند مین بہی ایسا ہی روایت کیا ہی اور ابن ابی شیبہ نی اپنی مصنف مین
بہی ایسا ہی بہ تبدیل تمیم داری ساتہہ سلیمان بن ابی حثمہ کی روایت کیا ہی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی عذر ترک مواظبت نفس تراویح سی نہین فرمایا ہی بلکہ ترک مواظبت
جماعت تراویح سی عذر فرمایا ہی پس مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی متحقق ہوئے نہ
بیس رکعت تراویح کی کہ پرہنا ہی بیس رکعت کا آنحضرت صلعم سی ثابت نہین
ہوتا ہی پس جبکہ جماعت نماز تراویح کی سنت موکدہ علی الاعیان نہوئے بلکہ سنت
علی الکفایہ یا مستحب علی اختلاف القولین قرار دی گئے تو بیس رکعت تراویح
کیونکر سنت موکدہ علی الاعیان ہو سکتے ہین اختلاف ہی عدد رکعات تراویح
مین روایت بیس رکعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی ضعیف ہی لائق

حجت کی ہنین لیکن رواج دیا حضرت عمر کا بیس رکعت کو باختراع خود لطور ابتداع

نہو گا کوئی اصل او رسند اوسکی قولًا یا تقریرًا آنحضرت سے اونکیا بیچ ضرور ہو گی اور پڑہنا

گیارہ رکعت کا آنحضرت سے حدیث صحیحین سی ثابت ہی اور چہتیس رکعت عمل اہل مدینہ کا ہے

شیخ عبد الحق دہلوی نے فتح سر المنان مین لکہا ہی واہل المدینہ یقومون بست و

ثلثین رکعۃ اور اہل مدینہ تراویح پڑہتی ہین چہتیس رکعت اور رد المحتار حاشیہ در مختار مین

مسطور ہے وعن مالک ست وثلثون اور مروی ہے نماز تراویح مین امام مالک سے

چہتیس رکعت اور انفحات رشیدی مین مسطور ہی وقد اختلفوا فی عدد رکعاتہا التی یقوم بہا الناس

فی رمضان والمختار منہا اولا نص فیہا فاختار بعضہم عشرین رکعۃ سوی الوتر واختار

بعضہم ستا وثلثین رکعۃ والوتر ثلث رکعات وہو الامر القدیم الذی کان علیہ الصدر الاول

والذی اقول بہ فی ذلک ان لا توقیت فیہ فان کان ولا بد من الاقتداء فالاقتداء

برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک فانہ تثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ

ما زاد علی احدی عشر رکعۃ بالوتر شیئاً الا فی رمضان ولا فی غیرہ الا انہ کان یطولنا فہذا

ہو الذی اختارہ لجمع بین قیام رمضان والاقتداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ تعالی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور مختلف ہوی ہین علماء عدد
رکعات تراویح مین کہ قیام کرتی ہین ساتھ اوسکے لوگ رمضان مین کہ کیا مختار ہے
رکعات تراویح مین اسلیے کہ نہین نص ہی رکعات تراویح مین سو اختیار کیا ہے بعض
اونکی نی بیس رکعت کو سوا وترکی اور مستحسن کہا ہے بعض اونکی نی چھتیس رکعت کو
اور وترکو تین رکعت اور یہی امر قدیم ہے کہ تہی اوسپر صدر اول اور وہ چیز کہ کہتا ہون مین ساتھ
اوسکے اسبات مین یہ ہے کہ نہین تعیین ثابت ہے اسمین پس اگر ہے ضروری اقتدا کسی
کی پس اقتدا ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اسبات مین لائق تر ہے پس تحقیق ثابت
ہوا ہے آپ سے کہ نہین زیادہ کہا ہے آپنے گیارہ رکعت سے ساتھ وترکی کچھ نہ رمضان مین اور نہ
غیر رمضان مین مگر تحقیق تہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دراز کرتی تہے ان رکعات مین

پس تو وہی کہ پسند کہتا ہوں نہیں اسکو واسطی جمع کی درمیان قیام رمضان اور اقتدای رسولخدا صلعم

کی فرمایا ہی اللہ تعالی نی البتہ تحقیق ہی واسطی تمہاری بیچ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا نیک

بالجملہ ہم معاشر اہل سنت جماعت حنفی مذہب کو بیس رکعت تراویح سی انکار نہیں ہی بلکہ

ہم ۲۰ رکعت تراویح کو مستحب اور سنت خلفا اور صحابہ جانتی ہین ہان سنت مؤکدہ ہونی ہین

بیس رکعت کی کلام ہی اور یہ مذہب ہے محققین حنفیہ کا اور اگر کسی صاحب کو طعن ہی

ہمارے قول پر ہی تو طعن اون صاحب کا اکابر حنفیہ مانند ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور ابن

نجیم صاحب بحر الرائق وغیرہما پر ہی نہ ہم پر کہ ہم موافق تحقیق ان اکابر کی کہ ہمبر ان

براہین قاطعہ ہی قائل اس قول کی ہین فقط

تمام شد

اصحاب ہمارے تاج ہین نگاہ شاہ رسول حسین حسن کی پھول ہین بہرہ بتول

شفاعت کے لیئے امداد ہیں اپنا بہار ہی